ماں باپ اور اولاد کے حقوق

تالیف

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

خلیفۂ مجاز

حضرت مولانا ظریف احمد صاحب قاسمی ندوی مدنی مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نوراللہ مرقدہ

ناشر

دارالبحوث والنشر

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات مرکز احیاء الفکر الاسلامی..........(۳۷)

نام کتاب: ماں باپ اور اولاد کے حقوق

تالیف: مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

صفحات: ۴۸/

تعداد: ۱۱۰۰

قیمت: ۳۰/روپئے

باہتمام: عبدالستار عزیزی

سنہ اشاعت.......... ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۶ھ

کمپوزنگ: عزیزی کمپیوٹر سینٹر مرکز احیاء الفکر الاسلامی

ناشر

دارالبحوث والنشر

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور (یوپی)

Mob: 09719831058, 09719639955

Email. masood_azizinadwi@yahoo.co.in www.mifiin.org

ملنے کے پتے

☆ کتب خانہ یحیوی محلّہ مفتی سہارنپور ☆ خانقاہ رائے پور، سہارنپور (یوپی)

☆ مکتبہ ابوالحسن، محلّہ مفتی سہارنپور ☆ فیصل بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور

☆ اتحاد بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور ☆ مکتبہ ندویہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

فہرست مضامین

عرض مؤلف	۷
تقریظ	۹
(۱)والدین کی اطاعت وفرمانبرداری	
ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک	۱۲
ماں باپ کو اف تک نہ کہو	//
اللہ تعالی کی اطاعت کے بعد والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ	۱۳
ہمارے وجود کا ذریعہ ہمارے والدین ہیں	۱۴
اپنے نور چشم سے کسی کو حسد نہیں ہوتا	//
والدین اگر خوش ہیں تو اللہ بھی خوش ہے	۱۵
ماں کے قدموں کے نیچے جنت اور باپ جنت کا دروازہ	//
ماں باپ کی اطاعت سے مال میں برکت	۱۶
پاک دامن بھی رہو	۱۷
اللہ کی یہ سنت ہے	۱۸
جیسی کرنی ویسی بھرنی	۱۹
ماں باپ کی نافرمانی کی سزا دنیا ہی میں ملے گی	//
ماں کی نافرمانی کی وجہ سے کلمہ طیبہ کا زبان سے نہ نکلنا	۲۰

جہاں اللہ کی نافرمانی ہو وہاں بات نہیں ماننی چاہئے	۲۱
ہجرت کی اجازت سے انکار	۲۲
والدین کی خوشی سے جنت کے دروازے کا کھلنا	۲۳
میرے لئے جنت کا دروازہ بند ہوگیا	//
والدین کے دوست واحباب کی عزت کرنا	۲۴
والدین اگر خوش ہیں تو جنت پکی	۲۵
والدین کے نام پر صدقہ خیرات کرنا بھی حسن سلوک میں داخل ہے	//
بوڑھے کمزور شخص کی عقل بچوں جیسی ہوتی ہے	۲۶
(۲)والدین کے ذمہ اولاد کے کیا حقوق ہیں	
اپنے جگر گوشہ کی اچھی تربیت کریں	۲۸
اولاد ایک بہت بڑی نعمت ہے	//
نیک اولاد کے لئے پیغمبروں کی دعا	//
اولاد کی تربیت	۲۹
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بیٹے کیلئے	۳۰
بچہ کی پیدائش کے بعد اذان وتکبیر کہی جائے	۳۱
بچہ کا بہترین نام رکھنا چاہئے	۳۲
عقیقہ اور اس کا طریقہ	۳۳
عقیقہ میں غریبوں کو دعوت دی جائے	۳۴
بوڑھی عورتوں کی غلط سوچ	۳۵
بچے کا پہلا کلمہ کیا ہونا چاہئے	۳۶

مگر ہمارے ماحول میں کیا ہوتا ہے ---------------------------------- ۳۷
بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو نماز کا حکم دیا جائے ------------------ //
بچہ جب دس برس کا ہو جائے-- ۳۸
بچہ کی تعلیم و تربیت کی فکر کیجئے------------------------------------ ۳۹
بوڑھے باپ کی شکایت بیٹے کے بارے میں ------------------ ۴۰
ماں باپ بچے کی اچھی تربیت کریں --------------------------- //
خدا کے بعد والدین کی اطاعت ------------------------------ ۴۱
ماں باپ کو بچوں کی نفسیات کا بھی خیال رکھنا چاہئے ------------- //
بچی پیدا ہونے پر ناراضگی ظاہر کرنا---------------------------------- ۴۲
تین بچیوں پر جنت کی خوشخبری------------------------------------- ۴۳
تمہیں کس جرم میں مارا گیا --------------------------------------- ۴۴
زمانہ جاہلیت کا ایک واقعہ --- //
یہ قبیح عمل آج بھی ہے--- ۴۵
اولاد ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے -------------------------------- //
والدین کتنا بھی چھوڑ جائیں اولاد ناشکری ہی کرتی ہے------------------ ۴۶
مرنے کے بعد صرف تین چیزیں کام آتی ہیں------------------------------ ۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماں باپ اور اولاد کے حقوق

عرضِ مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والدین اللہ کی ایسی نعمت ہے، جس کا بدل دنیا میں نہیں ہے، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے والدین حیات ہیں اور وہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کر کے ان کو راحت وآرام پہنچا رہے ہیں، اور اللہ تعالی کی رضا کا پروانہ حاصل کر رہے ہیں، اور اپنے کو جنت کا مستحق بنا رہے ہیں۔

اسی طریقے سے نیک بخت ہیں وہ والدین جنہوں نے اپنے لخت جگر اور مہ پاروں کی اچھی تربیت کی، ان کی تعلیم کا بندوبست کیا، اچھے اخلاق سکھائے، اپنے اور اللہ کے حقوق سے ان کو روشناس کرایا، اور مہذب اور تعلیم یافتہ انسان بنایا، دینی تعلیم اور قرآن وحدیث سے واقف کرایا اور باکردار اور بااخلاق انسان بنایا، ایسے والدین کے لئے دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری وبشارت ہے اور کل قیامت کے دن بھی وہ سرخرو ہوں گے، انشاء اللہ۔

اس کے برخلاف ایسے لوگ جو اپنے والدین کے نافرمان ہیں، ان کو تکلیف پہنچاتے ہیں، ان کے حقوق میں کوتاہی کرتے ہیں، بدبختی ہے ان لوگوں کے لئے اور اللہ کی ناراضگی، جو جہنم کا سبب ہے، اور ایسے ہی وہ لوگ جنہوں نے اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کی طرف دھیان نہیں دیا، ان کو اخلاق نہیں سکھائے، آداب واصول اور حقوق سے واقف نہیں کرایا، وہ دنیا ہی میں جہنم کے نمونے دیکھ لیتے ہیں۔

پیش نظر کتاب میں راقم کے اسی سلسلہ میں دو بیانات ہیں، جو مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں نوجوانوں کے مجمع میں ہوئے تھے، ایک تو ''والدین کی اطاعت وفرمانبرداری'' دوسرا

''والدین کے ذمہ اولاد کے کیا حقوق ہیں؟'' دونوں بیانات اس موضوع پر کافی اہمیت کے حامل ہیں، اگر ان کو والدین بھی دھیان سے پڑھیں اور اولاد بھی غور سے مطالعہ کرے، اور دونوں ان پر عمل کریں تو امید کی جاتی ہے کہ والدین اور اولاد کے درمیان آپس میں جو ناچاقیاں، تلخیاں اور دوریاں ہوتی رہتی ہیں وہ شاید نہ ہوں، بلکہ دونوں اپنے حدود اور حقوق سے واقف ہوں، تو انشاء اللہ ایک صالح معاشرہ وجود میں آسکتا ہے، اسی مقصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے ان دونوں بیانات کو ایک جگہ ''ماں باپ اور اولاد کے حقوق'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے، اللہ تعالی قبول فرمائے، اور ہمیں اپنے والدین کی اطاعت کی اور اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔

اخیر میں اپنے دوست مولانا محمد ساجد صاحب قاسمی استاذ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے اپنی بیش بہا قیمتی تقریظ سے اس رسالے کو مزین فرمایا، اللہ تعالی ان کو جزاء خیر عطا فرمائے اور ان کے حسنات میں اضافہ فرمائے۔

والسلام

محمد مسعود عزیزی ندوی

رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد

۲۰؍ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

۱۲؍جنوری ۲۰۱۵ء بروز پیر، قبیل عشاء

5

تقریظ

مولانا مفتی محمد ساجد صاحب قاسمی کھجناوری

استاد جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد !

دین اسلام کی اشاعت وحفاظت کے فی الجملہ ظاہری اسباب وذرائع میں تقریر وتحریر کی افادیت بھی تسلیم شدہ ہے، بالخصوص قلم وکتاب کے ذریعہ علماء حق نے صراط مستقیم کی وضاحت کا جو بنیادی وواجبی فریضہ نبھایا ہے، اس کی اپنی ایک روشن تاریخ ہے، بلاشبہ یہ ایک ایسی ضرورت ہے جس کی ہر زمان ومکان میں حسب بساط ادائیگی خدامِ دین وشریعت بلا خوف لومۃ لائم کرتے رہیں گے، یہی وہ مخلص ترین افراد ہوں گے جنہیں ''متاع دنیا'' کی چکا چوند اپنے پاکیزہ مشن سے ڈانواں ڈول نہ کرسکے گی، ماحول کی عدم موافقت اور زمانہ کی ناہمواری ان کے پایۂ ثبات میں زلت پیدا نہ کرسکے گی، بلکہ تیز وتند ہواؤں کے رخ پر بھی چراغ جلانے کی فنکارانہ صلاحیت ان میں موجود ہوگی اور وہ اپنی اس خداداد صلاحیت سے بھر پور استفادہ کرتے ہوئے دین وحکمت کے موتی رولتے رہیں گے، اسرارِ شریعت کی توضیح وتبلیغ ان کے جذبوں کی سوغات ہوگی اور وہ ہر قسم کے صلہ وستائش سے بے پرواہ ہوکر رضاءالٰہی کا حصول اپنا مقصد حیات سمجھتے ہوں گے، نیز ''اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' کا ورد ان کا وظیفۂ زبان وعمل ہوگا۔

ایسے نصیبہ وروں کی تصویریں جب ذہن کی اسکرین پر ابھرتی ہیں تو ان میں ایک عکس

گرامی قدر حضرت مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی حفظہ اللہ کا نمایاں نظر آتا ہے، راقم الحروف انہیں سال دوسال سے نہیں بلکہ اس وقت سے جانتا ہے جب وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فراغت کے تقریباً معاً بعد شبلی وسلیماں اور علی میاں کا سوز دروں لیکر یہاں پہنچے تھے، حسنِ ظن کی بنیاد پر ان کے دردِ دل اور فکرِ ارجمند سے بندہ کا متاثر ہونا بھی فطری تھا، چنانچہ ملک کی نامی گرامی تعلیم گاہوں کے دوران قیام جو خواب انہوں نے دیکھے تھے ان کی تعبیر خود انہیں اپنے وطن مظفرآباد سہارنپور میں نظر آئی اور ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' کے نام سے ایک ایسا دارہ قائم فرمایا جو اپنے محدود زمانی رقبہ کے باوصف مکانی وسعتوں کو سمیٹنے کی کوشش کر رہا ہے۔

مولانا مفتی مسعود عزیزی حفظہ اللہ تعالیٰ اسی پلیٹ فارم سے دین وملت کی خدمت کا بار گراں اٹھائے ہوئے ہیں، انہیں دشتِ قلم وکتاب کی سیاحی کا بے پناہ شوق ہے، جس کے لئے بطور استشہاد موصوف محترم کی وہ دو درجن سے زائد چھوٹی بڑی کتب موجود ہیں جنہیں اردو اور عربی کے قالب میں ڈھال کر علم ومطالعے کے رسیاں حضرات کے لئے پیش کردیا گیا ہے، جن سے وہ بقدر ظرف مستفید بھی ہورہے ہیں، ''نقوش اسلام'' ان کی صحافتی کاوشوں کی ''جولان گاہ'' ہے جس میں ہر ماہ فکر وفن کی متاع بیش برآمد ہوتی ہے، وہ سبک رفتار سے محو ترقی ہیں، نہ انہیں تکان ہوتی ہے اور نہ فقدانِ مواد کا شکوہ، بلکہ ہر غم کی تغلیط وہ شاید اس احساس کے ساتھ کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے ہیں کہ: ع

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہوجائے

سر دست موصوف کی ایک تازہ بہ تازہ تالیف ''ماں باپ اور اولاد کے حقوق'' کا مسودہ خاکسار کے پیش نظر ہے، ناچیز نے اسے دیکھا تو اس کی مہک نے مشام جاں کو معطر کردیا، واقعی اس کے مشمولات ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کے مصداق ہیں، بڑی خوشی ہوگی اگر یہ

کتاب زیور طبع سے آراستہ ہوکر گھر گھر پہنچے، اور قارئین اس سے فائدہ اٹھائیں، اللہ کرے مولانا مسعود عزیزی صاحب کا یہ قلمی سفر تادیر جاری رہے، دین ودانش کے احیاء وترقی کے ان کے سارے دیرینہ خواب شرمندہ تعبیر ہوں اور دارین کی سعادتیں ہر آن انہیں میسر ہوں، آمین۔ وما ذالك على الله بعزيز

محمد ساجد کھجناوری
مدیر تحریر ماہنامہ صدائے حق گنگوہ
مدرس جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

۲۱ر ربیع الاول ۱۴۳۶ھ
۱۳ر جنوری ۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک

میرے دوستو! آج کا موضوع اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ ہم سب لوگ نوجوان ہیں، ماشاء اللہ سب کے والدین زندہ ہیں، موضوع ہے کہ والدین کے ساتھ یعنی ماں باپ کے ساتھ کیسے رہنا چاہئے، اور اماں ابا کو کیا سمجھنا چاہئے، ان کی کیا اہمیت ہے، اللہ تبارک وتعالی نے قرآن کریم میں جہاں اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے، کہ اللہ کی عبادت کرنی چاہئے، اس حکم کے فوراً بعد نہ نماز کا حکم دیا، نہ روزہ کا حکم دیا، نہ زکوۃ کا حکم دیا، نہ حج کا حکم دیا، بلکہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، ارشاد ربانی ہے "وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ" اور تمہارے رب نے فیصلہ کردیا کہ تم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا، یہ حکم جاری ہونے کے بعد فوراً دوسرا حکم جو ہوا وہ "وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا" ہے، کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

ماں باپ کو اف تک نہ کہو

آگے ارشاد ہے "إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ" اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، جب وہ بوڑھے ہوجاویں، تو تم ان کو اف تک مت کہو "وَلَا تَنْهَرْهُمَا" اور ان کو جھڑکنا بھی مت "وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا" ان کے ساتھ ادب سے پیش آنا، احترام سے پیش آنا، نرمی سے پیش آنا، نرمی سے گفتگو کرنا "وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ" اپنے آپ کو ان کے

سامنے رحمت بن کر جھکا دینا"وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِیْ صَغِيْرًا" (۱) اور دعا کرنا کہ اے میرے پروردگار، اے میرے اللہ، ان پر رحم کر اور ان پر اس طرح رحم کر جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پوسا اور میری پرورش اور تربیت کی، یہ اللہ تعالیٰ حکم فرمارہے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی اہمیت اور ان کی کیا فضیلت ہے، اور اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں ہم اللہ کے حکم سے آئے لیکن ذریعہ ہمارے آنے کا کیا بنا، ہمارے والدین بنے، جیسے اللہ تو خالق ہے، پیدا کرنے والا ہے، لیکن اس دنیا میں ہمارے بننے کا، ہمارے آنے کا، ہمارے وجود کا، ہماری زندگی کا ذریعہ کون بنا؟ والدین بنے، یہاں والدین سے بڑھ کر کوئی ہو ہی نہیں سکتا، والدین نہ ہوتے تو ہم کہاں ہوتے، ہم نہ ہوتے، اب ہم کیسے ہی بن جائیں، کوئی بھی مقام حاصل کرلیں، ہماری ناک کتنی ہی اونچی ہو، ہماری پلاننگ کتنی ہی اونچی ہو، ہم کتنے ہی بڑے وزیراعظم بن جاویں، بادشاہ بن جائیں، دنیا کے بڑے سے بڑے انسان بن جائیں، یہاں تک کہ اللہ کا قریب ترین بندہ بن جائیں، اگر ماں باپ نہ ہوتے، تو ہم کچھ نہیں بن سکتے، اس عظمت کی بنا پر، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے والدین کا وہ مقام، وہ مرتبہ متعین فرمایا، جس کی نظیر دنیا میں نہیں ہوسکتی، دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا" (۲) ہم نے انسانوں کو وصیت کی، حکم دیا کہ والدین کے ساتھ اچھائی سے پیش آؤ۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد والدین کیساتھ اچھا برتاؤ

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا" (۳) یہاں بھی اللہ تعالیٰ فوراً اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد فرمارہے ہیں کہ دیکھو کان کھول کر سن لو، جتنے بھی کائنات کے اندر انسان ہیں، جتنے بھی اس دھرتی پر انسان ہیں،

(۱) سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲۳ (۲) سورۂ احقاف آیت ۱۵ (۳) سورۂ نساء آیت ۳۶

وہ کان کھول کر سن لیں کہ اللہ ہی کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اس حکم کے بعد فوراً اللہ دوسرا حکم کیا نافذ فرمارہے ہیں "وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا" اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، اور اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کا واقعہ بھی نقل کررہے ہیں "وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا" (۱) کہ ہم نے یہ وعدہ بنی اسرائیل سے بھی لیا تھا، یہ قول وقرار ہم نے بنی اسرائیل سے بھی لیا تھا، یہ بات ہم نے بنی اسرائیل سے بھی کہی تھی کہ دیکھو ہماری عبادت کرنا، اللہ کو چھوڑ کر کسی کی عبادت نہ کرنا، اور فوراً اس حکم کو نافذ کرنے کے بعد ہم نے ان کے لیے بھی یہی آرڈر جاری کیا تھا، ان کے لیے بھی یہی فرمان جاری کیا تھا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ اچھائی سے نرمی سے پیش آنا۔

ہمارے وجود کا ذریعہ ہمارے والدین ہیں

بلاشبہ ہمارے وجود کا، ہماری پیدائش کا، والدین ہی ذریعہ ہیں، جو پہلی آیت ہم نے سنائی تھی "وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ" بعض مفسرین نے قرآن کی اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ دنیا کے اندر جتنے بھی انسان ہیں، جتنے بھی لوگ ہیں، وہ لوگ ترقی کرتے ہیں، وہ کوئی بڑا مقام حاصل کرتے ہیں، کوئی بڑا مرتبہ حاصل کرتے ہیں، دنیا کے اندر یا دین کے اندر، تو سب کو حسد ہوسکتا ہے، دوستوں کو بھی حسد ہوسکتا ہے، رشتہ دار کو بھی حسد ہوسکتا ہے، محلّہ والے کو بھی حسد ہوسکتا ہے، استاذ کو بھی حسد ہوسکتا ہے، شیخ کو بھی حسد ہوسکتا ہے۔

اپنے نور چشم سے کسی کو حسد نہیں ہوتا

انہوں نے لکھا ہے کہ والدین کو اپنی اولاد سے کبھی بھی حسد نہیں ہوسکتا، آپ کتنی بھی

(۱) سورۂ بقرہ آیت ۸۳

ترقی کریں، مگر آپ کے والدین خوش ہوں گے، اور مزید آپ کے لیے دعائیں کریں گے، میرا بیٹا اور ترقی کرے، آپ کو دیکھ کر سب جلیں گے، مگر ماں باپ نہیں جل سکتے، آپ لاکھ ان کو تکلیف پہنچاتے ہوں، لاکھ ان کی نافرمانی کرتے ہوں، مگر والدین دوسروں کے پاس بیٹھ کر آپ کی تعریف ہی کریں گے، آپ کے عیوب چھپائیں گے کہ میرا بیٹا تو ایسا ہے، سب کو اللہ ایسا بیٹا دے، ہمارا بیٹا ایسا ہے کہ کسی کو گالی نہیں دیتا ہے، ہمارا بیٹا تو محلّہ میں کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا، ایسا بچہ اللہ سب کو دے جیسا ہمارا بچہ ہے، یہ کیا ہے، یہ انسان کے دل کے اندر اپنے بچے کی جو محبت ہے، جو اپنے بچے سے تعلق ہے، یہ اس کا اظہار ہے، اسی لیے اللہ تعالی نے اس اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے، اپنی عبادت کے حکم کے بعد فوراً یہ حکم نافذ فرمایا۔

والدین اگر خوش ہیں تو اللہ بھی خوش ہے

اور جو اس بات کو سمجھتے ہیں ان کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث کے اندر فرمایا کہ "رِضَی الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَی فِيْ رِضَی الْوَالِدَيْنِ وَسَخَطُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَی فِيْ سَخَطِ الْوَالِدَيْنِ"(۱) کہ اللہ تعالی کی رضامندی والدین کی رضامندی میں ہے اور اللہ تبارک وتعالی کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے، اگر والدین خوش، اللہ بھی خوش، اگر والدین ناراض تو اللہ بھی ناراض، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، اس سلسلہ میں کسی کی کوئی رعایت نہیں۔

ماں کے قدموں کے نیچے جنت

اور باپ جنت کا دروازہ ہے

ایک جگہ فرمایا گیا کہ باپ جنت کا دروازہ ہے اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے،

(۱) سنن ترمذی حدیث نمبر ۸۱۲۱/ کتاب البر والصلۃ

اسی لیے جو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں اور ماں باپ کی بات کو مانتے ہیں، اللہ تبارک وتعالی ان کے ساتھ، بڑی نوازشوں کا، اور بڑی برکتوں کا معاملہ فرماتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کی رضا تو والدین کیساتھ حسن سلوک کرنے میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کے ساتھ ناراضگی کا معاملہ کرنے میں ہے، جو آدمی اللہ تعالی کے ساتھ ناراضگی والا معاملہ کرتا ہے، وہ کامیاب اور فلاح یاب کیسے ہوسکتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی زندگی میں بھی برکت ہو، اس کی زندگی بھی زیادہ ہو اور اس کو مال و دولت بھی زیادہ ملے تو اس کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کرے، اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے، اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا کردار اختیار کرے، اور اچھے انداز میں پیش آوے، ان کی عزت کرے، ان کا احترام کرے، ان کی بات کو مانے، اللہ تعالی اس دنیا کے اندر اس کو عمر بھی زیادہ دیں گے، اور مال و دولت بھی بہت زیادہ عطا فرماویں گے۔

ماں باپ کی اطاعت سے مال میں برکت

اس لیے جو لوگ اپنے والدین کی اطاعت کرتے ہیں، فرمانبرداری کرتے ہیں، اللہ تعالی ان کے مال میں خوب برکت عطا فرماتا ہے، آپ کسی بھی مالدار کو دیکھئے، اس بات پر باریکی سے غور کیجئے کہ ضرور بالضرور اس کے اندر یہ بات پائی جائے گی کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے، اگر اس کے برخلاف کوئی معاملہ ہوتا ہے کہ کوئی ماں باپ کا انتہائی نافرمان ہے، اور اس کے پاس مال و دولت ہے، تو وہ زیادہ دن ٹکنے والا نہیں ہے، اگر کہیں آپ کو اس کے خلاف ملے تو سمجھئے کہ وہ زیادہ دن ٹکنے والا نہیں ہے، زیادہ دن ٹھہرنے والا نہیں، وہ ضرور بالضرور جلدی ختم ہو جائے گا، والدین کے ساتھ جتنا اچھا معاملہ ہوگا، اتنا ہی آپ کو فائدہ ہوگا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں

فرمایا کہ ’’اے لوگو! کان کھول کر سن لو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کا معاملہ کرو‘‘ اس لئے کہ جب تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھے انداز سے پیش آؤ گے، آگے تمہاری جو اولاد ہے، وہ تمہارے ساتھ اچھائی سے پیش آئے گی، جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔

پاک دامن بھی رہو

جملہ معترضہ کے طور پر ایک بات ذہن میں آ گئی، وہ بھی آپ کو بتلا دوں کہ آپ لوگ پاک دامن بھی رہو، کسی کی بیٹی کی طرف غلط نگاہ سے مت دیکھو، پھر کیا ہوگا تمہاری عورتیں بھی، تمہاری مائیں بہنیں بھی، تمہاری بیوی بچیاں بھی پاک دامن رہیں گی، اگر آپ سوچیں کہ ہم دوسروں پر نظر اٹھا کر دیکھتے رہیں، اور ہمارے گھر کی عورتیں محفوظ رہیں، تو ہو ہی نہیں سکتا، اس سلسلہ میں ایک واقعہ یاد آیا اس کو سنا دوں کہ کسی نے کسی کی بیٹی یا بہن کو چھیڑا یا ہاتھ لگایا یا بوسہ لیا، یہ اس کی جوانی کی بات ہے، اسکے بعد وہ آدمی بڑا ہو جاتا ہے، اس کی شادی ہو جاتی ہے، اس کے بعد اس کے بچے ہو جاتے ہیں، لڑکیاں ہو جاتی ہیں، اور وہ جس کو چھیڑا تھا، اس کی بھی شادی ہو جاتی ہے اور اس کی اولاد بھی بڑی ہو جاتی ہے، پھر کہیں اس لڑکی کے لڑکے کو موقع ملتا ہے، تو وہ اس کی بیٹی کو چھیڑتا ہے، جس کے باپ نے اس کی ماں کو چھیڑا تھا، وہ واقعہ اس نے جوانی میں کیا ہوگا، وہ بھی بڑی ہو جاتی ہے، اس کے بھی اولاد ہو جاتی ہے، اب اس کی اولاد اس کی بیٹی کو چھیڑتی ہے، ہم میں سے کوئی سوچے کہ میں دوسروں کی بیٹی پر نگاہ رکھوں اور میرے گھر میں میری بہن یا میری بیٹی یا ماں محفوظ رہے، ہو نہیں سکتا، اگر دوسروں پر نظر اٹھاؤ گے، تو کوئی تمہارے گھر پر تمہاری عورتوں پر بھی نظر رکھے گا، اگر ہم دوسروں کو جھانک جھانک کر دیکھیں گے اور اپنے گھر کے اندر پردہ کریں، ہو ہی نہیں سکتا ممکن ہی نہیں، اگر تمہیں اپنے گھر کی حفاظت کرنی ہے تو دوسروں کی بیٹیوں کو دیکھنا بند کر دو، یہ واقعہ اس بات کے ذیل میں آ گیا کہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے،

ورنہ دراصل بات تو یہ چل رہی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ماں باپ کے ساتھ اچھائی کے ساتھ پیش آؤ تو تمہارے ساتھ میں تمہارے بیٹے، تمہاری اولاد اچھے انداز میں پیش آئے گی، اگر اس کے برخلاف کرو گے، تو پھر کیا ہوگا، وہ ہوگا جو دنیا میں ہوتا آیا ہے، اگر کسی نے اپنے ماں باپ کو تکلیف پہنچائی، جب یہ باپ بنے گا، تو اس کی اولاد اس کو تکلیف پہنچائے گی۔

اللہ کی یہ سنت ہے

ایک پرانا واقعہ بتا دوں کہ ایک بڑے امام گزرے ہیں، انہوں نے ایک واقعہ نقل کیا ہے، کہ ایک دیہاتی آدمی نکلا کہ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں اپنے ماں باپ کا سب سے بڑا نافرمان کون ہے، اس نے دیکھا کہ بارہ بج رہے ہیں، دوپہر کے وقت سخت دھوپ ہے، ایک بوڑھا آدمی اس کے گلے میں موٹی سی رسی ہے، پیچھے اس کے ایک نوجوان ہے اور ہاتھ میں کوڑا لے رکھا ہے، وہ مارتا ہے اس کو اور کہتا ہے جلدی نکال پانی، بیل کا کام اس سے لے رہا تھا، اب جو یہ آدمی نکلا تھا اس نے پوچھا بھائی یہ کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ میرا باپ ہے، تو اس نے کہا نالائق تو کیسا انسان ہے، تو اپنے باپ کے ساتھ ایسا کام کر رہا ہے، اس نے کہا خاموش رہیئے، مجھے نصیحت کرنے آیا ہے، بڑا ملاجی بن کر مجھ کو مسئلہ بتا رہا ہے، تجھ کو معلوم نہیں اس نے اپنی جوانی میں اپنے باپ کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے، اور سن اس کے باپ نے میرے دادا کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا، چل چل اپنا راستہ لے، اور آپ دور نہ جایئے مجھے اپنے گاؤں کے بعض لوگوں کے بارے میں معلوم ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کو مارا تھا، یا برا بھلا کہا تھا، آگے ان کے نوجوان لڑکے ان کے ساتھ ایسا کر چکے، آپ لوگ بھی جانتے ہوں گے، مجھے پتہ ہے اپنے گاؤں کے بارے میں، کئی لوگوں کا ایسا واقعہ ہے، چونکہ یہ اللہ کی سنت ہے، جیسا بوو گے ویسا ہی کاٹو گے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی

ایک واقعہ اور آپ کو بتادوں کہ ایک آدمی نے اپنے باپ کو باندھا، وہ بوڑھا تھا، اس کو رسی میں باندھا اور دریا کے کنارے ایک جگہ پر اس کو پانی میں ڈالنے لگا، جب وہ ڈالنے لگا تو وہ کہنے لگا بیٹا یہاں نہ ڈال، ذرا ادھر کو ڈالنا، کیوں کہ میں نے خود اپنے باپ کو یہاں ڈالا تھا، یہ اللہ کی سنت ہے، دیکھو میرے عزیزو! چونکہ خود آپ لوگ ابھی نوجوان ہیں، شاید سمجھ میں نہ آوے، مگر یاد رکھو، اس بات کی گرہ باندھ لو، اگر ماں باپ کا احترام کرو گے، ماں باپ کی عزت کروگے، ماں باپ کی قدردانی کروگے تو آگے تمہاری پیدا ہونے والی نسل تمہاری عزت کرے گی، تمہارے ساتھ میں احترام کا معاملہ کرے گی اور تمہارے ساتھ میں اچھا سلوک کرے گی۔

ماں باپ کی نافرمانی کی سزا دنیا ہی میں ملے گی

اگر والدین کی نافرمانی کی جاوے، تو دنیا میں اس کا انجام برا ہونے لگتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں انسان جتنے بھی گناہ کرتا ہے، سب کی سزا مرنے کے بعد قیامت کے دن ملے گی، کوئی گناہ کرے، آدمی کتنا بھی بڑا گناہ کرے دنیا کے اندر، اس کی سزا اللہ نے کب کے لیے رکھی ہے؟ قیامت کے دن کے لیے، جب حساب کتاب ہوگا، تو وہاں پر اس کا فیصلہ ہونا ہے، وہاں پر سب کو اپنی کرتوت کا بدلہ ملے گا، لیکن کان کھول کر سن لیجئے، جس نے والدین کے ساتھ نافرمانی کا معاملہ کیا، اللہ اس کو سزا نقد دے گا، دنیا کے اندر ہی دے گا، نماز نہیں پڑھی، زکوۃ نہیں دی، حج نہیں کیا، زنا کیا، چوری کی، جتنے بھی گناہ کئے، سب کی سزا اللہ نے وہاں کے لیے رکھی ہے، وہیں ملے گی؛ لیکن اگر کسی نے ماں باپ کے ساتھ نافرمانی کا معاملہ کیا، ماں باپ کو ستایا، ماں باپ پر ظلم کیا تو مرنے سے پہلے پہلے اس دنیا کے اندر اس کو سزا ملے گی۔

ماں کی نافرمانی کی وجہ سے کلمہ طیبہ کا زبان سے نہ نکلنا

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی ایک بات آپ کو سنادوں، ایک صحابی نقل کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی کا انتقال ہونے لگا تو ان سے کلمہ نہیں پڑھا جارہا ہے، خیر کے زمانہ کی بات بتلارہا ہوں، خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، اس زمانہ کی بات بتلارہا ہوں، موت کے وقت لوگ ان کو کلمہ کی تلقین کرتے ہیں، مگر وہ کہہ رہے، کلمہ نہیں پڑھا جارہا ہے، کچھ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں آدمی کا انتقال ہونے جارہا ہے، نزع کی حالت میں ہے، اور اس کو کلمہ کی تلقین کرتے ہیں، مگر وہ کلمہ نہیں پڑھ پارہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ وہ نماز پڑھتا ہے، تو انہوں نے کہا یارسول اللہ وہ نماز تو پڑھتا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً صحابہ کو لے کر چل دئے، اس کے گھر جاکر پوچھا کہ کلمہ کیوں نہیں پڑھ رہے ہو، تو اس نے کہا یارسول اللہ میں کلمہ نہیں پڑھ سکتا، اتنی بات انہوں نے نزع کی حالت میں کہہ دی، حضور نے پوچھا کہ ان کی والدہ زندہ ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں والدہ زندہ ہیں، ان کی والدہ کو بلایا گیا، ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بیٹے کی یہ حالت ہے اور کلمہ نہیں پڑھ رہا ہے، کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ میرے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتا تھا، اس نے نماز میں کبھی کمی نہیں کی، روزے میں کبھی کمی نہیں کی، عبادت میں کبھی کمی نہیں کی، سب خیر کے کام کرتا تھا، مگر ماں کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتا تھا، آپ کان کھول کر سن لیں، اگر ماں نصیحت کرے، ماں تو ماں ہے، ابا ابا ہیں، ان کا احترام لازم ہے، خیر القرون کی بات ہے کہ کلمہ ادا نہیں ہورہا ہے، اور وہ معاف کرنے کے لیے تیار نہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو یہ تمہارا بیٹا ہے کیا تم یہ پسند کروگی کہ میں لکڑیاں اکٹھا کراؤں، اور اس میں آگ جلادی جائے، اور

تمہارے بیٹے کو اس میں ڈال دیا جائے، اس نے کہا کہ نہیں یہ تو میں ہرگز پسند نہیں کروں گی، حضور نے فرمایا کہ یہ آخرت کی آگ اس سے زیادہ خطرناک ہے اور آخرت کی آگ سے تمہاری سفارش اور معاف کرنے سے بچ سکتا ہے، اس نے کہا بالکل میں معاف کروں گی، مجھ کو اللہ کے سامنے گواہ بناؤ کہ میں نے اس کو معاف کر دیا، اس دنیا کی آگ تو برداشت نہ کر سکی کہ میرا بچہ اس میں جلے تو جہنم کی آگ میں جلنے کے لیے کیسے تیار ہو سکتی تھی، تو اس نے معاف کر دیا، جیسے ہی اس نے معاف کیا فوراً انہوں نے کلمہ ''لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھا اور انتقال ہو گیا، اگر والدین کے ساتھ میں نافرمانی کا معاملہ کریں گے، والدین کو ستائیں گے، پھر ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم دنیا میں کامیاب ہوں اور آخرت میں کامیاب ہوں، اس لیے دعا کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے والدین کے ساتھ احترام کا معاملہ کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور ان کے ساتھ اچھی طریقہ سے، محبت کے ساتھ، زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمادے۔

جہاں اللہ کی نافرمانی ہو وہاں بات نہیں ماننی چاہیے

لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ''والدین'' اگر کہیں بیٹا نماز پڑھنے نہ جاؤ، سردی لگ جائے گی، یہ نہ ماننا، بیٹا مسجد میں نہ جاؤ، بیٹا زکوۃ نہ دو، حج پر نہ جاؤ، یہ نہیں ماننا چاہیے ''لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ'' (۱) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مخلوق کی اطاعت، والدین کی اطاعت ایسی جگہ نہیں کرنی چاہیے، جہاں اللہ کی نافرمانی ہو رہی ہو، والدہ کہنے لگے کہ بیٹا مسجد نہ جاؤ، نماز مت پڑھو یہ نہیں ماننی ہے، ایسی جگہ پر ماننی ہے جہاں اللہ کے فریضہ کی خلاف ورزی نہ ہو، مثلاً رمضان کے علاوہ تم روزہ رکھنا چاہتے ہو، اور والدہ منع کر دیں کہ بیٹا تم کمزور ہو، روزہ مت رکھو، تو یہاں رک سکتے ہیں، اور اگر

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۷۳۵

رمضان میں کہیں کہ بیٹا روزہ مت رکھو، تو پھر نہیں ماننی ہے، نفل پڑھنا شروع کر دو تہجد میں، اگر ماں کہے نہیں بیٹا سردی ہے، وہاں تو مان سکتے ہیں؛ لیکن اگر تم فجر کی نماز پڑھنے جاؤ، تو وہ کہنے لگے کہ بیٹا مسجد میں نہ جاؤ، سردی ہے، تو یہاں نہیں ماننی ہے، جہاں اللہ کے فریضہ کی خلاف ورزی نہیں ہے، جہاں اللہ کے حکم کے خلاف نہیں ہو رہا ہے، جہاں اللہ کے حکم سے ٹکراؤ نہیں ہو رہا ہے، وہاں ماننی ہے۔

ہجرت کی اجازت سے انکار

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یمن سے ایک آدمی آیا، اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت دے دیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے والدین ہیں، انہوں نے کہا کہ میرے والدین موجود ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے والدین سے اجازت لے لی؟ تو کہا نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یمن جاؤ، پہلے اپنے گھر جاؤ اور والدین سے اجازت لو، اگر والدین اجازت دیں تو ہجرت کرو، اللہ کے راستہ میں نکلو، اگر وہ تم کو اجازت نہیں دیتے ہیں، تو تم ان کی اطاعت کو لازم پکڑو، اطاعت بھی کہاں کرنی ہے، ایسی جگہ پر جہاں اللہ کے حکم سے ٹکراؤ نہ ہو رہا ہو، اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو رہی ہو، وہاں پر بات ماننی ہے، لیکن اگر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو بات نہیں ماننی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب حدود بتلا دیئے کہ کہاں ماننا ہے اور کہاں نہیں ماننا ہے، یہ دیکھو کہ کہیں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہو رہی ہے، تب مانو، اور اگر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہے، تو پھر نہیں ماننی ہے، اس طریقہ سے جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی خلاف ورزی نہیں کریں گے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات نازل ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں نازل ہوں گی اور اس کی زندگی بنے گی۔

والدین کی خوشی سے جنت کے دروازے کا کھلنا

حضرت عبداللہ بن عباس نے ایک روایت نقل کی ہے کہ اگر کسی کے والدین زندہ ہیں، اور آدمی اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے والدین اس سے خوش ہیں، صبح اس حالت میں اٹھتا ہے، کہ اس کے والدین اس سے خوش ہیں، تو اس کے لیے جنت کے دونوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اگر ایک زندہ ہے والد یا والدہ، اور وہ اس سے خوش ہیں، تو ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اسی طرح شام کو کیا جاتا ہے، اور اگر اس کی صبح اس حالت میں ہوتی ہے کہ اس کے ماں باپ اس سے ناراض ہیں تو جہنم کے دونوں دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں، اگر ایک زندہ ہے تو ایک جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اسی طریقہ سے شام کو کیا جاتا ہے، والدین کی برکت سے، والدین کے خوش ہونے سے جنت بھی کھل رہی ہے، صبح کو بھی کھل رہی ہے اور شام کو بھی کھل رہی ہے اور والدین کے ناراض ہونے سے جہنم کا دروازہ کھل رہا ہے، صبح کو بھی کھل رہا ہے، شام کو بھی کھل رہا ہے، یہ ہے والدین کا مقام اور یہ ہے والدین کی عظمت، والدین کا بہت بڑا مقام ہے، اس لیے میرے دوستو! والدین کی عزت کرو، اور والدین کو غنیمت سمجھو۔

میرے لیے جنت کا دروازہ بند ہوگیا

ایک صاحب کا واقعہ ہے کہ ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا، والدہ کا جب انتقال ہوگیا تو بہت رو رہا تھا، بہت چلا رہا تھا، لوگوں نے اس کو تسلی دی کہ بھائی اس دنیا سے سب کو جانا ہے، سب کو مرنا ہے، اتنا کیوں رو رہے ہو، ہم بھی لائن میں لگے ہوئے ہیں، تم بھی لائن میں لگے ہوئے ہو، اب کس کا نمبر پہلے آئے، تو اس نے کہا کہ میں اس لیے نہیں رو رہا ہوں کہ میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، میں تو اس لیے رو رہا ہوں کہ میرے لیے جنت کا ایک دروازہ بند ہوگیا، چونکہ ماں باپ دونوں تھے، تو دو دروازے کھلتے تھے، اب صرف

ایک دروازہ کھلا کرے گا، ماں بھی تھی، ابا بھی تھے، جب وہ خوش ہوتے تھے تو جنت کے دونوں دروازے اس کے لیے کھلتے تھے، اور اب ایک ہی کھلے گا، اور ایک بند ہوگیا، میں اس لیے رو رہا ہوں کہ والدہ کے مرنے سے میرے لیے جنت کا ایک دروازہ بند ہوگیا، تو اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے والدین کی زندگی کو غنیمت جانیں، اور پھر انکی وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ میں اچھا سلوک کرنا چاہئے، آپ کو یہ بھی بتلاتا چلو کہ ماں باپ کی دعا بچے کے حق میں ایسے قبول ہوتی ہے جیسے نبی کی دعا اپنی امت کے حق میں قبول ہوتی ہے، والدین کا اتنا بڑا مقام ہے، والدین جب تک زندہ ہیں ان کو غنیمت جانا جائے، اور اگر وہ وفات پا جاویں، تو ان کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے، ان کے لیے دعائیں کرنی چاہئیں، ان کے لیے دعاء مغفرت کرنی چاہئے اور انہوں نے جو وعدے کئے ہیں، ان کو پورا کرنا چاہئے، ان کے جو دوست ہیں، ان کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے۔

والدین کے دوست واحباب کی عزت کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر کا ایک واقعہ ہے، حضرت عبداللہ بن دینار نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر مکہ کے راستہ سے گزرے، راستہ میں ان کو ایک دیہاتی بوڑھا آدمی ملا، تو انہوں نے اتر کر فوراً اس کو سلام کیا، اور سلام کرنے کے بعد اپنی سواری (گدھا، یہ اس زمانہ کی کار سمجھو) اور اپنے سر کا عمامہ بھی انہیں دیدیا، تو ساتھ میں جو ساتھی تھے، ان لوگوں نے کہا حضرت یہ تو دیہاتی آدمی تھا، غریب آدمی تھا، تھوڑا سا دیتے تو بھی خوش ہو جاتا، آپ نے اتنا زیادہ اکرام کیوں کیا، تو حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ دیکھو اس آدمی کا باپ میرے والد (حضرت عمر) کا دوست تھا، اور میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا، آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے ہیں کہ نیکیوں میں سب سے

بڑھ کر نیکی یہ ہے کہ لڑکا اپنے باپ کے تعلق والوں سے محبت سے پیش آوے، ان کے ساتھ محبت کا معاملہ کرے، لہٰذا میں بھی اپنے باپ کے دوست کے بیٹے سے وہی تعلق کر رہا ہوں، جو اللہ کو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔

ہمارے ماں باپ نے اگر کوئی بات کہہ دی، تو اس کا احترام کرنا چاہئے، اس کو ماننا چاہئے، ماں باپ چلے جاویں، اور ان کے دوست واحباب محلے میں، گاؤں میں ہوں تو دیکھو کہ ہمارے ماں باپ کس سے ملتے تھے، کس کے پاس ساگ سبزی ہدیہ میں بھیجتے تھے، ان کے مرنے کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ وہی خیال کرو، سبزی بھی بھیجو، سالن بھی بھیجو، کوئی سامان گھر پر لاؤ، تو اس کو بھی بھیجو، اور اگر کبھی موقع ملے تو روپیہ پیسہ بھی بھیجو، جو بھی اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے، یہ باپ کی طرف سے ہے، چونکہ ہمارے باپ کے دوست تھے، لہٰذا اگر وہ آجاویں تو ان کا اکرام کرو، بٹھاؤ، کھانا کھلاؤ؛ کیونکہ یہ ہمارے باپ کے دوست ہیں، ہمارے باپ کے تعلق والے ہیں۔

والدین اگر خوش ہیں تو جنت پکی

دوستو! چونکہ آج کا موضوع والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا ہے، اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور والدین کو غنیمت سمجھنا چاہئے، آج آپ لوگ سمجھ جائیں کہ والدین کی کتنی اہمیت ہے، اور والدین کیا ہیں، بس یہ سمجھئے کہ اگر والدین خوش، تو ہماری جنت پکی اور والدین ناراض تو جنت کی گارنٹی نہیں، تو ہم سب کو جنت چاہئے، جب جنت چاہئے تو والدین کو خوش رکھو۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا طریقہ

اگر کوئی یہ کہے کہ اس کے والدین نہیں ہیں، تو ان کے لیے بھی راستہ ہے، ان کے لیے

ایصال ثواب کرو، مسجد میں، مدرسہ میں، غریبوں کو، محتاجوں کو ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرو، یہ بھی ان کے ساتھ میں حسن سلوک ہے، ان کے دوستوں کے ساتھ جہاں تک ہو سکے اچھا معاملہ کرو، ان کے تعلق والوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرو، اگر والدین زندہ ہیں، تو ان کو غنیمت جان کر اپنی جنت کو پکی کرا لیجئے، اس لیے والدین کو غنیمت جانو، ان کی عزت کی جاوے، ان کا احترام کیا جاوئے، ان کو جھڑکا نہ جائے، ان کے ساتھ زور سے نہ بولا جائے، اف تک نہ کہا جائے اور بدتمیزی کے الفاظ نہ استعمال کئے جائیں، ماں باپ کیسے بھی ہوں، جب بڑھاپا ہوتا ہے، تو مزاج بدل جاتا ہے۔

بوڑھے کمزور شخص کی عقل بچوں جیسی ہوتی ہے

ایک لطیفہ آپ لوگوں کو سنادوں، ایک صاحب اپنے بچے کو گود میں لئے ہوئے تھے، ان کا بچہ بار بار پوچھتا ہے، ابو یہ کیا ہے، وہ کہتے یہ پنکھا ہے، تھوڑی دیر میں پھر یہ بچہ کہتا ہے کہ ابو یہ کیا ہے، بیٹا پنکھا ہے، وہ بار بار سوال کرتا ہے، اور باپ بار بار پیار سے جواب دیتا ہے، مگر جب وہ شخص بوڑھا ہوا، اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ یہ کیا ہے، تو پہلی مرتبہ بتلایا کہ ابا یہ فلاں چیز ہے، بوڑھا آدمی چونکہ بچہ کے مانند ہوجاتا ہے کیونکہ اس کی عقل بچے جیسی ہوجاتی ہے، خیر ایک مرتبہ تو بتلادیا کہ ابا یہ فلاں چیز ہے، پھر دوبارہ پوچھا، بیٹا یہ کیا ہے، تو بچے نے کہا ابھی تو بتلایا تھا، بھول گئے، آنکھیں نہیں ہے، تھوڑی دیر بعد پھر پوچھا کہ بیٹا یہ کیا ہے، لڑکے نے کہا تیرے کان پھوٹ گئے، آنکھ تیری پھوٹ گئی، ابھی تجھے بتلایا تھا، پھر بھول گیا، وہ کہتا ہے بیٹا جب تو چھوٹا تھا، تو کئی کئی مرتبہ پوچھتا تھا کہ ابو یہ کیا ہے؟ ابو یہ کیا ہے؟ تو میں تجھے ہر بار پیار سے بتلاتا تھا کہ بیٹا یہ فلاں چیز ہے، آج تو میرے کان اور میری آنکھ پھوڑتا ہے، یہ تو زندگی ہے، آج میں بوڑھا، تو جوان، کل تو بوڑھا ہوگا آج تو جوان ہے، یہ تو دنیا کا نظام چل رہا ہے، اس لیے زندگی میں ماں باپ

کی قدر کرلو، ورنہ ؎

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے

اس چار دن کی چاندنی کو غنیمت جان لیا جاوئے، اس جوانی کو، اس شباب کو، اس طاقت کو، اس حسن و جمال کو، اس علم کو، اس عقل کو، اس اسمارٹ زندگی کو غنیمت جان لو، یہ بوڑھے جن کی گالوں میں سلوٹ پڑ گئے ہیں، یہ بھی کل ہمارے جیسے نوجوان تھے، آج ان کے گالوں میں ہم سلوٹ دیکھ رہے ہیں، کل یہ بھی ہم سے زیادہ طاقتور اور ہم سے زیادہ حسین وجمیل بلکہ اسمارٹ تھے، ان کو دیکھ کر آدمی عش عش کرتا تھا، کیسا حسین، کیسا خوبصورت، کیسا نوجوان ہے، مگر آج دیکھئے، طبیعت ان کی طرف دیکھنے کو نہیں چاہتی، میرے دوستو ماں باپ کی قدر کر لی جاوے، ان کا احترام کیا جاوے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ماں باپ کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والدین کے ذمہ اولاد کے کیا حقوق ہیں

اپنے جگر گوشہ کی اچھی تربیت کریں

محترم دوستو! اور دینی بھائیو! پچھلے ہفتہ ہم نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں گفتگو کی تھی کہ والدین کے ساتھ کیسے پیش آنا چاہئے، ان کے ساتھ کس طریقہ سے زندگی گزارنی چاہئے، اس ہفتہ ہم اس موضوع پر گفتگو کریں گے کہ والدین کے ذمہ اولاد کے کیا حقوق ہیں، والدین اولاد کی کس طریقہ سے تربیت کریں، کس طریقہ سے اپنے بچوں کی زندگی کو اچھا اور قیمتی بنائیں اور کس طریقہ سے اپنے جگر گوشوں کی زندگی کو صیقل کر کے ان کی زندگی کو چمکنے والا اور خود اپنے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائیں۔

اولاد ایک بہت بڑی نعمت ہے

اولاد ایک بڑی نعمت ہے، اولاد کا ہونا یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ دنیا کے ہر انسان کو اس کی تمنا ہوتی ہے، خواہش ہوتی ہے کہ اس کے اولاد ہو، اس کے بال بچے ہوں، آدمی کے پاس مال ہو، دولت ہو، زندگی کی آسائش کے لئے، اچھی زندگی گزارنے کے تمام سامان مہیا ہوں، اچھا مال ہو، اچھی دولت ہو، اچھا مکان ہو، اچھی عمارت ہو، بینک بیلنس ہو، اس کے باوجود اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اولاد دیدے، یہ انسانی اور بشری طبیعت اور اس کی فطرت کا تقاضہ ہے۔

نیک اولاد کیلئے پیغمبروں کی دعا

چنانچہ پیغمبروں نے بھی اس سلسلہ میں دعائیں کی ہیں، بعض نبیوں نے جن کے یہاں

اولاد نہیں تھیں، انہوں نے تمنا کی کہ ”رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصَّالِحِیْنَ“(۱) اے اللہ! مجھے نیک اولاد عطا فرما، تو یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے، اور جس کو اللہ تعالی چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتا ہے ” لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ، اَوْيُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَّيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا، اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ“ (۲) اللہ تعالی ہی کے بس کی بات ہے، اور اللہ تعالی ہی کی قدرت ہے کہ وہ جو چاہے پیدا کرے اور جس کو جو چاہے عطا کرے، اسی لیے اللہ تعالی کسی کو لڑکیاں عطا کرتا ہے، اور کسی کو صرف لڑکے عطا کرتا ہے، اور کسی کو جڑواں بیٹے عطا کرتا ہے اور کسی کو جڑواں بیٹیاں عطا کرتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے اللہ تعالی بانجھ بھی بنادیتا ہے، عورت کو بانجھ بنادیتا ہے تو اس کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی یا مرد کو بانجھ بنادیتا ہے، تو اس کی اولاد نہیں ہوتی، یہ سب تو اللہ تعالی کی قدرت میں ہے، اللہ تعالی ہی جانتا ہے کہ کس کو کیا دینا ہے اور کس کو نہیں دینا ہے، اور وہی قدرت رکھنے والا ہے، اور یہ سب اس کے ہاتھ میں ہے کہ کس کو لڑکا دینا ہے، کس کو لڑکی دینی ہے، کس کو نہیں دینا ہے اور کس کو ڈبل دینے ہیں، یہ سب اس کا نظام ہے۔

اولاد کی تربیت

لیکن جب اس نے اولاد دی ہے، تو ایک انسان کی، ایک والد کی اپنے بچے کے لیے کیا ذمہ داری ہے، اس کے لیے اللہ نے ہدایت دی ہے، رہنمائی کی ہے کہ کس طریقہ سے اس کے بارے میں سوچنا چاہئے اور کس انداز سے اس کی تربیت کرنی چاہئے، قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد ہے ”یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا“ (۳) اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، یہاں پر اللہ تبارک وتعالی باخبر کرتا ہے کہ تم اولاد کی ایسی تربیت کرو اور اولاد کو ایسے اخلاق سے آراستہ کرو کہ

(۱) سورۂ صافات آیت ۱۰۰ر (۲) سورۂ شوری آیت ۴۹ر۵۰ (۳) سورۂ تحریم آیت ۶

جس سے تمہاری اولاد جہنم کی آگ سے بچ جائے، یہ اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب انسان اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت اچھے انداز میں کرے، اور اس کو عقیدہ کی مضبوطی اور روزہ، نماز اور دیگر ارکان اسلام کی پابندی کرنے والا بنائے، اور خدا کے سامنے سر جھکانے والا بنائے، ہر طرح کی برائیوں سے اس کو محفوظ رہنے کی تلقین کرتا رہے تا کہ اولاد غلط سوسائٹی میں لگ کر خراب نہ ہو جائے، یہ سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے والدین پر اولاد کے سلسلہ میں کہ کس طرح سے اولاد کی تربیت کرنی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بیٹے کیلئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کے لیے دعا مانگی، قرآن کریم نقل کرتا ہے ”وَاِذْقَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ“ حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کرتے ہیں کہ اے میرے پروردگار، اے میرے خدا، اے میرے اللہ! اس شہر کو امن والا بنادے، مجھے اور میرے بچوں کو اس بات سے محفوظ رکھ کہ ہم بتوں کی پوجا کریں اور ہم بتوں کی عبادت کریں، میری بھی حفاظت کر اور میرے بچوں کی بھی، کیونکہ ”رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ“ ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے ”فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ“ تو جس نے میری بات مانی وہ مجھ میں سے ہے ”وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ“ اور جس نے میری نافرمانی کی یا میری بات نہ مانی، بے شک تو ہی بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

”رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ“ اے میرے پروردگار! اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے بچے اسماعیل کو یہاں پر تیرے گھر کے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایسی وادی کے اندر، ایسی جگہ پر جو غیر آباد، جہاں نہ کھیتی، نہ باڑی، نہ ہریالی نہ کوئی چرند وپرند، نہ کوئی جانور اور نہ کوئی زندہ رہنے والی چیز، ایسی جگہ پر جس کو وادی غیر ذی زرع کہا جاتا ہے ”عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ“ تیرے محترم اور مقدس گھر کے پاس، تا کہ یہ آپ کی عبادت

کریں "رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيَ إِلَيْهِمْ" اورلوگوں کے دلوں کوان کی طرف متوجہ کردے تاکہ لوگ ان کی طرف آئیں "وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ" (۱) اورتوان کو پھل فروٹ بھی یہاں عطا فرما تاکہ یہ تیرا شکرادا کریں، یہ سب دعائیں مانگ رہے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کس کے لیے؟ اولاد کے لیے، اپنے بیٹے کے لیے۔

پھر آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں، جس کو قرآن میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے "اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاءِ، رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ" (۲) ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق دیا اور میرا رب تو سننے والا ہے، دعا کو قبول کرنے والا ہے، اے میرے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنیوالا بنا، اور اے اللہ ہماری دعا بھی قبول فرما، یہ سب دعائیں مانگ رہے ہیں، توان سب دعاؤں کا منشاء، ان سب دعاؤں کا مقصد یہ ہے کہ ان کی اپنی اولاد اور اپنی بیوی بچوں کوراحت وسکون حاصل ہو جائے، اس لیے اپنی بیوی بچوں کے آرام کی خاطر پیغمبران کی ایک ایک چیز کا خیال کرکے دعائیں مانگ رہے تھے، انسان کا ایک فریضہ بنتا ہے کہ اپنی اولاد کی اچھے انداز سے تربیت کرے، تاکہ وہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اور اسلام نے اس کی تعلیم دی ہے۔

بچہ کی پیدائش کے بعد اذان وتکبیر کہی جائے

جب بچہ پیدا ہو تو پہلے اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر (اقامت) کہی جائے تاکہ اس کو پتہ چل جائے کہ کوئی ہے پیدا کرنیوالا، کوئی ہے اللہ جس نے بنایا ہے، جو خالق ہے جو مالک ہے، جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور زمین وآسمان کو پیدا

(۱) سورۂ ابراہیم آیت ۳۵ ۲) سورۂ ابراہیم آیت ۳۸ تا ۴۰

کیا ہے، چرندوں پرندوں کو پیدا کیا ہے، سمندر، دریاؤں سب کو پیدا کیا ہے، یہ پہلے دن سے سبق اس کی گھٹی میں ڈال دیا جائے کہ کوئی ہے جس نے تجھ کو پیدا کیا، اس پورے کائنات کے نظام کو بنایا، اسی کو ماننا ہے، اسی کی عبادت کرنی ہے۔

بچہ کا بہترین نام رکھنا چاہیے

بچہ کے پیدا ہونے کے بعد اس کا نام رکھا جاوے، نام بھی کیسا رکھا جاوے؟ اچھا نام ہونا چاہیے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُاللّٰهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ" (۱) اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ، اور عبدالرحمٰن ہیں، ایک دوسری روایت میں ارشاد فرمایا "اِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَائِكُمْ وَاَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَاَحْسِنُوا اَسْمَائَكُمْ" (۲) تم کو قیامت کے دن تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا، اس لیے اچھے نام رکھو، اچھے نام رکھنے کی برکت سے اس کی زندگی میں اچھا اثر پڑے گا، بامعنی ہو اور اچھا ہو جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن، فاطمہ، شاہدہ، اس طرح کے نام ہونے چاہیے جو بامعنی ہوں، لاڈ میں کسی نے کچھ کہہ دیا، کچھ بھی نام رکھ دیا مثلاً گڈو، ٹنکو، بنٹو، شبراتی، یا اسی طرح اور بھی جو بولے جاتے ہیں، ان سے پرہیز کرنا چاہیے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی نے اپنے بچے کے ساتھ محمد کا نام رکھا ہے، تو پھر قیامت کے دن اس کے لیے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سفارشی بنیں گے، یہ فائدہ ہے اس کا، اور جو اچھا نام ہوگا، اس کے نام کے جو معنی ہیں، اس کی تاثیر اس کی زندگی میں آئے گی، اگر عبداللہ نام ہے، تو ذہن میں یہ بیٹھے گا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، جب اللہ کا بندہ اس کا نام ہے، تو وہ خود سوچے گا، اس کی زندگی کے اندر، اس کے قلب پر، اس کی روح پر اس چیز کا اثر پڑے گا کہ کوئی پیدا کرنے والا ہے، میں کسی کا بندہ ہوں، وہ سرکشی نہیں کرے گا، اس کے اندر عبدیت آئے گی، دنیا

(۱) ترمذی شریف جلد۲ صفحہ ۱۱۰ (۲) ابوداؤد کتاب الادب جلد۲ صفحہ ۶۷۶

کے اندر وہ کتنا ہی بڑا ہوجائے، وہ اللہ کا نافرمان نہیں ہوگا، پہلے ہی دن سے اس کے ذہن میں یہ بات رہے گی کہ میں کسی کا بندہ ہوں، اللہ کی وحدانیت کا اور اللہ کی قدرت کا اور اللہ کے ہونے کا اعتراف پہلے ہی دن سے اس کے ذہن میں رہے گا، تو اچھے نام ہونے چاہئے، خراب نام سے خراب اثر پڑے گا، اچھے نام رکھیں گے تو اچھا اثر پڑے گا اور اچھے نام محبوب بھی ہیں، پسند بھی ہیں، بعض لوگ بدھ کے دن پیدا ہوتے ہیں تو ان کا نام بدھو رکھ دیا جاتا ہے، عید کے دن پیدا ہوا تو عیدو رکھ دیا، منگل میں پیدا ہوا تو منگلو رکھ دیا، پیر میں پیدا ہوا تو پیرو رکھ دیا، جس دن وہ پیدا ہوا اسی کے تعلق سے نام بھی رکھ دیا جاتا ہے، شب براءت کے دن پیدا ہوا تو شبراتی رکھ دیا، رمضان میں پیدا ہوا تو رمضانی رکھ دیا، یہ نام صحیح نہیں ہیں، یہ غیر پسندیدہ نام ہیں، مہمل نام ہیں، کوئی معنی نہیں ہے، ایسے نام رکھنے سے کوئی فائدہ نہیں، بلکہ عبداللہ، عبدالرحمٰن رکھو، محمد رکھو، عبدالرشید رکھو، فیض اللہ، فیض الرحمٰن رکھو، اس طرح کے نام ہونے چاہئے، جس میں اللہ کا نام آوے، یہ نام اللہ کو پسند ہیں اور پھر ساتویں دن اس کا عقیقہ کرنا چاہئے اور یہ سنت ہے۔

عقیقہ اور اس کا طریقہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَماً وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَىٰ" (۱) کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہئے، اس کی طرف سے قربانی کرنی چاہئے تاکہ اس کی طرف سے مصیبتیں اور بلائیں ٹل جائیں، جو شخص اپنے بچے کا عقیقہ کرتا ہے، اس کی زندگی میں جو بلائیں، مصیبتیں، آفتیں جو پریشانیاں آنیوالی ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ٹال دیتا ہے عقیقہ کی برکت سے، عقیقہ کا طریقہ یہ ہے کہ ساتویں دن بچہ کا نام رکھا جاوے، اور اس کے سر کے بال کاٹے جائیں اور قربانی کی جائے، اگر لڑکا ہے تو دو بکرے یا دو بکریاں ذبح کی جائیں، اگر لڑکی ہے تو

(۱) صحیح البخاری حدیث نمبر ۵۰۴۹/ کتاب العقیقہ

ایک بکرہ یا ایک بکری ذبح کریں، ورنہ بڑے جانور میں ایک حصہ لے لیا جاوے، اور بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ جب اس کے سر کے بال کاٹے جائیں تو ان کو تولا جائے اور ان کا وزن کیا جاوے، پھر جتنا وزن ہو، مثلاً پچاس گرام یا دس گرام تو اس کے برابر چاندی صدقہ کی جائے، اور اگر چاندی نہیں تو اس کے عوض چاندی کے جتنے پیسے بنتے ہوں اتنے پیسے غریبوں میں صدقہ کئے جائیں۔

عقیقہ میں غریبوں کو دعوت دی جائے

عام طور سے بچوں کے عقیقہ کے موقعہ پر اپنے خاص خاص رشتہ دار مثلاً نانا، ماموں، پھوپھی، خالہ، بہن، بہنوئی اور چچا اور خاص دوستوں اور اہل تعلق کو ہی بلایا جاتا ہے، جب کہ عقیقہ کے موقعہ پر غرباء و مساکین کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے، مگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے، بس چودھری صاحب کو بلایا جاتا ہے، پردھان جی کو بلایا جاتا ہے، فلاں فلاں صاحب کو بلایا جاتا ہے، حالانکہ یہ موقعہ غریبوں کے لیے ہے، چاہے تو پکا کر کھلایا جائے یا گوشت تقسیم کرایا جائے غرباء میں، دونوں شکلیں ہیں، چنانچہ جب کوئی عقیقہ کرتا ہے، تو ایک شان ہوتی ہے، بلکہ بعض مرتبہ بیوی کہتی ہے کہ ابھی نہیں، جب میرا بھائی، میرے والد آئیں تب کرنا، سنت تو ساتویں دن ہے، وہ کہے گی، ابھی میرا بھائی کھیت میں کام کر رہا ہے، دھان لگا رہا ہے، سعودی عرب گیا ہوا ہے، بمبئی میں ہے، دلی میں ہے، یہ عذر ہے، زندگی میں کبھی بھی کریں، لیکن سنت ساتویں دن ہے، اور سنت ادا ہونی چاہئے، اور اس کے فائدے بھی بتلائے گئے ہیں کہ اس سے آفتیں بلائیں سب ٹل جاتی ہیں، اگر عقیقہ سنت کے مطابق ہو، اس میں بہت سے لوگ کوتاہی کرتے ہیں، اگر عقیقہ کو سنت کے مطابق کیا گیا تو بچے کی مصیبتیں بلائیں وہ بھی ختم ہو جائیں گی اور وہ اللہ کی حفاظت میں ہوگا، کتنے فائدے ہیں ایک تو سنت ادا کرنے کا، غریبوں کو کھلانے کا، اور تیسرے اپنے بچے کی حفاظت کا، اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا، کتنے فائدے ہوئے، یہ بھی بچے کے حقوق میں سے ہے، اولاد کے

حقوق میں سے ہے، اولاد کے ساتھ ایسا کرنا چاہئے، لیکن اگر کسی کا عقیقہ بچپن میں پیدائش کے ساتویں دن نہیں ہوا، تو وہ زندگی میں جب چاہے کرسکتا ہے، مگر اس بات کا خیال رکھے کہ جس دن پیدا ہوا تھا اس کے حساب سے ساتواں دن ہونا چاہئے، مثلاً کوئی شخص پیر کو پیدا ہوا تھا، تو اس کا اتوار کو ہونا چاہئے، اس ترتیب کا خیال رکھا جائے۔

اس کے بعد کیا ہوتا ہے، بچے کی صفائی ستھرائی ہونی چاہئے، آپ لوگ نوجوان ہیں کل آپ کے بھی بچے ہوں گے، تو آپ اس بات کو اپنے بھائی، بھتیجے، بہن، بھانجے کو جاکر بتلائیں، بچے نے اگر استنجاء کردیا تو اس کو فوراً دھویا جائے، بوڑھی عورتیں کہتی ہیں ایسے ہی صاف کردو، کوئی مسئلہ نہیں کہ دھونا ضروری ہے، جو نجاست بڑے کی ہے وہی چھوٹے کی ہے۔

بوڑھی عورتوں کی غلط سوچ

بوڑھی عورتوں میں اکثر دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ بچہ نے اگر پیشاب کردیا، تو اسی حالت میں نماز پڑھتی ہیں، حالانکہ اس کا دھونا ضروری ہے، پیشاب چاہے بڑے کا ہو یا چھوٹے کا سب برابر ہے، عام طور سے عورتیں اس میں بے احتیاطی کرتی ہیں، اور ویسے ہی نماز پڑھ لیتی ہیں، اس سے ان کی نماز بھی خراب ہوتی ہے، اور دوسرے ناپاکی میں مبتلا رہتی ہیں، جس سے بچنے کی تاکید آئی ہے، قبر میں عذاب اکثر پیشاب سے نہ بچنے سے ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ" (۱) یعنی پیشاب سے احتیاط کرو، اس لئے کہ قبر میں عذاب اکثر پیشاب سے احتیاط نہ کرنے سے ہوتا ہے، اسی لیے استنجاء ضروری ہے، چونکہ چھوٹے بچہ کا پیشاب ویسے ہی ہے جیسے بڑے کا ہے، صفائی کی بہت ضرورت ہے، البتہ بچہ اور بچی کے پیشاب کے سلسلہ میں تھوڑی سی تفصیل ہے، ترمذی میں ایک روایت ہے، حضرت ام قیس بنت محصن فرماتی ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئی وہ کھانا نہیں

(۱) معارف السنن جلد اول صفحہ ۲۶۲

کھاتا تھا (یعنی دودھ پیتا تھا) اس نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر پیشاب کردیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا اور متأثرہ حصہ پر چھڑک دیا، اس لیے فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ بچی کے پیشاب کی طرح بچے کے پیشاب کا دھونا بھی ضروری ہے، البتہ دودھ پیتے بچے کے پیشاب میں دھونے میں زیادہ مبالغہ کی ضرورت نہیں بلکہ غسل خفیف کافی ہے، بچہ اگر پائخانہ کردے فوراً اس کو دھلا جائے اور صاف کیا جائے، اگر غسل کا موقع ہو تو غسل دیا جائے، ورنہ تو اس کے متأثرہ حصے کو دھل دیا جائے، دوسرے کپڑے پہنا دیئے جائیں، یہ بہت ضروری ہے، چونکہ یہ بھی اس کے حقوق میں ہیں، بچہ جب صاف ستھرا رہے گا تو اس کی طبیعت میں ابھی سے نظافت پیدا ہوگی، صفائی پیدا ہوگی، جب صفائی کا ماحول گھر سے پیدا ہورہا ہے، ماں کی گود سے پیدا ہورہا ہے، تو بچہ بڑا ہوکر بھی ناپاک نہیں رہے گا، بچہ کبھی بھی بغیر طہارت کے نہیں رہے گا، یہ بچہ کبھی بھی بغیر استنجاء کے نہیں رہے گا، اگر بڑا ہوتا ہے اور اس کو کہیں بھی پائخانہ یا پیشاب لگ جائے فوراً یہ اس کو صاف کرے گا، فوراً دھوئے گا کیونکہ اس کی گھٹی میں وہ بات پڑی ہے، بچپن میں اس کی ماں نے اس کو صاف رکھا ہے، لہٰذا وہ ناپاک رہنا پسند نہیں کرے گا، چونکہ پہلا مدرسہ بچے کا ماں کی گود ہے، جیسی تربیت، جیسا ماحول وہاں مل جائے گا، وہ چیز اس کے اندر اثر کرے گی۔

بچے کا پہلا کلمہ کیا ہونا چاہئے؟

بچہ جب بولنے کے قابل ہوجائے، تو پہلا لفظ اس کے سامنے ہم لوگ کیا بولتے ہیں، تیرے ماموں کا کیا نام ہے، تیرے ابو کا کیا نام ہے، دادا کا کیا نام ہے، جب بچہ بولنے کے قابل ہوجائے تو اس کو اللہ کا نام سکھلایا جائے، جو بچہ پہلے اللہ کہتا ہے، تو اللہ کہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ کو بخش دیتا ہے، اس کے اللہ کہنے سے اس کے ماں باپ کی مغفرت کردیتا ہے، اللہ ان کو نواز دیتا ہے، کیوں کہ اس نے اپنے پروردگار کا، اپنے پیدا کرنیوالا کا نام لیا ہے، جب بچے کے اندر بولنے کی صلاحیت پیدا ہو تو پہلے کلمہ

پڑھاؤ"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہلواؤ، قرآن کی آیتیں کہلواؤ، اللہ کا نام کہلواؤ، یہی سب سے پہلا کلمہ ہونا چاہئے۔

مگر ہمارے ماحول میں کیا ہوتا ہے

بچہ جب بولنے کے قابل ہوتا ہے تو وہ گالی دیتا ہے، اس لیے کہ گھر کے بڑے لوگ اس کے سامنے گالی دیتے ہیں، اماں بھی گالی دیتی ہے، بھائی بھی گالی دیتے ہیں، چچا بھی گالی دیتا ہے، تو بچہ وہی سیکھتا ہے، اس کو کچھ پتہ ہی نہیں مگر جیسے ٹیپ ریکارڈ میں بات ریکارڈ ہو جاتی ہے، ویسے ہی اس کے ذہن میں یہ بات ریکارڈ ہو جاتی ہے، ابھی وہ نہیں کہے گا، بچے گالی سنتے ہیں، محلے میں، گھر میں، پڑوس میں، پھر موقع پر دے دیتے ہیں، ان کو پتہ ہی نہیں کیا کہنا ہے، اس کے نہ معنی پتہ ہے، نہ اس کا مطلب معلوم ہے، اس نے جو سنا تھا وہی نقل کر رہا ہے، یہ سب چیزیں بچے کی زندگی میں اثر انداز ہوتی ہیں، پھر اس کی تربیت پر اثر پڑتا ہے، اس کی زندگی پر بھی اثر پڑتا ہے، اس چیز کا خیال رکھنا ہے کہ بچہ جب بولنے کے قابل ہو جائے تو کیا چیزیں اس کو سکھائی جائیں، ایسی چیزیں سکھائی جائیں جس سے وہ اللہ کو پہچانے، مثلاً اللہ کا نام سکھایا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سکھایا جائے، قرآن کی آیتیں سکھائیں جائیں، کلمہ سکھلایا جائے، یہ ہونا چاہئے۔

بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو نماز کا حکم دیا جائے

حدیث شریف میں ہے:"مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعٍ" (۱) جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز سکھائی جائے، امی ابا اپنے سامنے کہیں کہ چلو وضو کرو، میں بھی کرتا ہوں، تم بھی کرو، وضو سکھلائیں، پھر اپنے ساتھ نماز پڑھائیں، گھر میں پڑھائیں یا مسجد میں، مگر اپنے ساتھ نماز اس کو پڑھائیں، اور اس کے لباس کا بھی خیال

(۱) سنن ابوداؤد صفحہ ۴۹۲

رکھیں، آج کل کیا ہوتا ہے، بازار میں ریڈی میٹ کپڑے ملتے ہیں، جو ناقص ہوتے ہیں، جس سے لوگ اپنے بچوں اور بچیوں کو چھوٹی آستین والا اور کھلا پینٹ شرٹ پہناتے ہیں، جس پر شیر کی ہاتھی کی، اور جاندار کی تصویریں ہوتی ہیں، یہ چیزیں اس کی زندگی پر خراب اثر ڈالتی ہیں، جلدی سے گئے بازار میں اور بنا بنایا سوٹ لے لیا اور پہنا دیا، ابھی اس کو اللہ کا پتہ نہیں، ایمان کا پتہ نہیں، لیکن اس کو ہیرو بنا دیا، مسلمانو! ذرا عقل سے کام لو، یہ بھی بچوں کے حقوق ہیں والدین پر، اس لیے بچوں کی ایسی تربیت کی جاوے، یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ ایسے انداز میں ان کے ساتھ پیش آیا جائے اور ان کی زندگی کو سدھارا جائے، ان کے لباس کا، ان کے کھانے کا، ان کی صفائی کا خیال رکھا جائے۔

بچہ جب دس برس کا ہو جائے

بچہ جب دس سال کا ہو جائے، تو اب ڈنڈے کی ضرورت ہے، اگر نماز نہیں پڑھتا تو ڈنڈے سے اس کی تربیت کرو، اگر نہ پڑھے تو ڈنڈا مارو، جیسے امتحان کے لیے پہلے سے تیاری کرائی جاتی ہے، کہ بھائی تمہیں مولانا بننا ہے، اور فلاں مدرسہ میں جا کر تمہیں امتحان دینا ہے، اس لیے خوب محنت کر لے، اور امتحان کی تیاری کر لے ورنہ پٹائی ہوگی، اسی طریقہ سے جب بچہ دس سال کا ہو جائے تو نماز کی پابندی کا عادی بنایا جائے اور نہ پڑھنے پر تنبیہ کی جائے، اور مارا جائے، اور دس سال کے ہونے پر بہن بھائیوں کا بستر الگ کر دیا جائے، دس سال کے بعد ایک بستر میں دونوں کو مت سلاؤ، تاکہ اخلاق خراب نہ ہوں، حدیث میں آتا:"مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعٍ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ" (۱) یعنی اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور دس سال کی عمر ہونے پر نہ پڑھیں تو ان کی پٹائی کی جائے اور بہن بھائیوں کے بستر الگ کر دئے جائیں، اس طرح سے بچوں کی تربیت کا خیال کیا

(۱) سنن ابوداؤد صفحہ ۴۹۲

جائے، اللہ کے حقوق کو بھی بتایا جائے، تاکہ وہ اللہ کی فرمانبرداری کریں، اور اللہ کے حقوق کو جانیں، یہ ضروری ہے۔

بچہ کی تعلیم وتربیت کی فکر کیجئے!

جب کچھ شعور ہوجائے تو بچے کی تعلیم کی فکر کی جاوے، مدرسہ میں بھیجا جائے، یا قاری صاحب کے پاس بھیجا جائے، یا مولانا صاحب کے پاس بھیجا جائے تاکہ وہ قرآن سیکھے، چونکہ بڑے ہونے کے بعد، بالغ ہونے کے بعد نماز بھی پڑھنی ہے، اور نماز میں قرآن پڑھا جاتا ہے، تو اس کو قرآن سکھائیں، اور قرآن کہاں سکھایا جاتا ہے، یا تو گھر پر ہی سکھایا جائے یا مولانا صاحب کے پاس، قاری صاحب کے پاس، مسجد میں، یا مدرسہ میں یا مکتب میں، جہاں بھی انتظام ہے، مدرسہ میں یا اسکول میں اس کو ڈالا جائے تاکہ اس کی تعلیم ہو، اس کا عقیدہ درست ہو، چونکہ علم کے بغیر اللہ کو پہچاننا دشوار ہے، بغیر علم کے وہ اللہ کو نہیں پہچان سکتا، اللہ کے کیا حقوق ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا حقوق ہیں، گھر والوں کے کیا حقوق ہیں، ماں باپ کے کیا حقوق ہیں، ابا کے کیا حقوق ہیں، امی کے کیا حقوق ہیں، بھائی کے کیا حقوق ہے، بہن کے کیا حقوق ہیں، بیوی کے کیا حقوق ہیں، جب اس نے پڑھا ہی نہیں تو اس کو کیسے پتہ چلے گا؟ اس کے نزدیک تو ابا بھی برابر، امی بھی برابر، بھائی بھی برابر، بہن بھی برابر، اس کو نہیں پتہ کہ کس کا کیا مقام ہے، کس کا کیا مرتبہ ہے، اگر اس کو سکھلا دیں گے، تو وہ ہر چیز جان جائے گا، اس کو تعلیم دی تو بڑا ہونے کے بعد ہماری قدر کرے گا، اس کو پتہ ہوگا کہ ابا کے کیا حقوق ہیں، ابا کا کیا مقام ہے، اس کو پتہ ہے کہ ابا جنت کا دروازہ ہے بغیر ابا کے راضی کئے جنت میں جا ہی نہیں سکتے، اس کو پتہ ہوگا کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، تو ماں کی خدمت کرے گا، ماں کے پیر دھو دھو کر پیئے گا، جنت میں جانا ہے، تو بغیر ماں کی خدمت کے نہیں جاسکتے، ابا کی خدمت کے بغیر نہیں جاسکتے، تو ابا کو بھی راضی کرے گا، اماں کو بھی راضی کرے گا، لیکن پہلے یہ محنت کس کو کرنی

ہے ماں باپ کو، اس انداز سے اس کی تربیت کریں۔

بوڑھے باپ کی شکایت بیٹے کے بارے میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بوڑھا آدمی حضرت عمر کے دربار میں آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین! میرا جوان بیٹا ہے، نہ مجھ کو کھانا دیتا ہے، نہ مجھ کو پینے کو دیتا ہے، مجھ کو پریشان کرتا ہے، میرے حقوق کو نہیں پہچانتا، نہ میری اطاعت کرتا ہے، نہ میری مانتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصہ میں آئے اور کہا کہ اس شخص کو دربار سے باہر نکال دو، اس بوڑھے کو دربار سے نکال دو، بھگا دو، جو آدمی وہاں پر موجود تھے کہنے لگے کہ حضرت آپ تو نرم مزاج ہیں، بوڑھے آدمی کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کرنا چاہئے، انہوں نے کہا پہلے اس نے اپنے بچے پر ظلم کیا ہے، اس نے نہیں سکھایا کہ باپ کے حقوق کیا ہیں، اس کو تعلیم ہی نہیں دی، نہ اس کو قرآن سکھایا، نہ اس کو حدیث سکھائی، نہ اس کو باپ کے حقوق بتلائے، نہ اللہ کے حقوق بتلائے، تو پہلا قصور اس کا ہے، جب اس کا زمانہ تھا تو اس نے اس کو تعلیم کیوں نہیں دی، اب بوڑھا ہوگیا وہ تو صحیح کر رہا ہے، ناانصافی اس نے پہلے اس کے ساتھ کی، اب وہ ناانصافی اس کے ساتھ کر رہا ہے، نکال دو اس کو۔

ماں باپ بچے کی اچھی تربیت کریں

اگر ماں باپ تھوڑا سا کڑوا گھونٹ پی کر، تھوڑا سا پیسہ خرچ کر کے، تھوڑا سا وقت لگا کر بچے کی اچھی تربیت کردیں، اس کی زندگی بنادیں، تو خود اس کے بچے کو تو فائدہ ہوگا ہی، ماں باپ کو بھی فائدہ ہوگا، وہ ان کی خدمت کرے گا، ان کے حقوق پہچانے گا، اگر ہمارے بچے کی زندگی بن جائے گی، تو بڑھاپے میں ہمارے ہی کام آئے گا، اگر نہیں پڑھایا، اس کی تربیت نہیں کی، جب بوڑھے ہوں گے تو ہم کہیں گے بیٹا فلاں چیز لادو تو وہ کہے گا چل چپ، ہر وقت بک بک کرتا رہتا ہے، پڑے رہو، اس کی امی کہہ رہی

ہے بیٹا میرے لیے فلاں چیز لادو، تو کہے گا تم بڑھی کا بس یہی کام ہے، پڑی رہو، کیوں؟ اس کو معلوم نہیں، ماں کا کیا مرتبہ ہے؟ باپ کا کیا مقام ہے؟۔

خدا کے بعد والدین کی اطاعت

حالانکہ اللہ تعالی نے اپنی اطاعت کے بعد فوراً والدین کی اطاعت کا حکم دیا ہے، جب اس کو پتہ رہے گا، تبھی تو وہ کرے گا، جب اس کو معلوم ہوگا تبھی تو والدین کی فرمانبرداری کرے گا، یہ ضروری ہے، اس طرح تربیت ہونی چاہئے، اور تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے، تاکہ یہ بچے کل بڑے ہوکر جب ہمارے برابر ہوں گے، کل کو شادی بھی ہونی ہے، کل کو خود ان کو زندگی کے مراحل طے کرنے ہیں، کاروبار بھی کرنا ہے اور ہم کو بوڑھا ہونا ہے، تو اگر ہمیں اپنی قدر کرانی ہے، اور اس کی بھی زندگی بنانی ہے، تو اس بچے کی تعلیم وتربیت کا انتظام کریں، ورنہ دونوں گھاٹے میں رہیں گے، بچہ ماں باپ کی نہیں مانے گا، ماں باپ کو تکلیف دے گا، ماں باپ کو خوش نہیں رکھے گا، جس سے اولاد اور ماں باپ دونوں کو نقصان ہوگا، دونوں گھاٹے میں رہیں گے، اور گھاٹے میں رہنے کا ذریعہ کون ہوا؟ ماں باپ، چونکہ ماں باپ نے اس کی تربیت صحیح ڈھنگ سے نہیں کی، اس کو نہیں بتلایا، اس کو تعلیم نہیں دی، اس لیے نقصان ہو رہا ہے، اس لیے ان کی تربیت کا انتظام کرنا ضروری ہے، ان کی فکر کرنی ہے، جو لوگ ابھی بچے ہیں، کل کو باپ بننے والے ہیں، یا جو بڑے ہیں، باپ بن گئے ہیں، وہ سمجھ سکتے ہیں۔

ماں باپ کو بچوں کی نفسیات کا بھی خیال رکھنا چاہئے

جب بچے بڑے ہوجائیں، بالغ ہوجائیں یا شادی شدہ ہوجائیں تو ماں باپ کو چاہئے کہ جو کام مباح ہیں، ان میں بچوں پر تنبیہ نہ کریں، ان کو ڈانٹے نہیں، ان پر ناراض نہ ہوں، بلکہ ان کی نفسیات کا ان کی طبیعت کا خیال رکھیں، اور ان کو سوچنے، سمجھنے کی آزادی دیں، تربیت کا جو زمانہ ہے، اس میں سخت رہیں، لیکن جب بچے بڑے ہوجائیں، ان کی

شادیاں ہوجائیں، پھر ان کی طبیعتوں کا خیال رکھا جائے، جب ماں باپ ان کی طبیعتوں کا اور ان کے تقاضوں کا خیال رکھیں گے، اور سمجھیں گے کہ ان کے ساتھ عورتیں بھی ہیں، جو ان کی بیویاں اور ہماری بہوویں ہیں، تو وہ بچے والدین کے نافرمان نہیں بنیں گے، مقابلہ نہیں کریں گے، ماں باپ یہاں یہ غلطی کرتے ہیں، کہ بچے کے بڑے ہونے کے بعد اس کی طبیعت کا خیال نہیں کرتے، اس پر اپنی بات تھوپتے ہیں، اس سے زبردستی منوانا چاہتے ہیں، جس سے وہ نافرمان ہوجاتے ہیں، اور پھر اکثر ماں باپ شکوہ کرتے ہیں کہ اجی اولاد نافرمان ہے، بات نہیں مانتی، اس میں خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔

بچی پیدا ہونے پر ناراضگی ظاہر کرنا

اللہ تعالی گھر میں اگر بچی دیتا ہے، تو ہمارے ماحول میں کیا ہوتا ہے، اگر لڑکی پیدا ہوگئی تو وہی بات ہوتی ہے جو مکہ میں آج سے چودہ سو سال پہلے ہوتی تھی، قرآن نقل کررہا ہے "وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ" اگر کسی کو خوشخبری دی جاتی کہ اس کے یہاں بیٹی ہوئی ہے، تو وہ اپنا منھ سکوڑ لیتا اور پورے دن اندر ہی اندر گھٹتا رہتا ہے "يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ" (۱) "وہ چھپتا ہے لوگوں سے اس برائی کی وجہ سے جس کی بشارت اسے دی گئی، اب آیا اسے ذلت کے ساتھ روکے رکھے یا اس کو مٹی میں دبادے، سنو! برا ہے جس کا وہ فیصلہ کررہے ہیں" حالانکہ بچی بھی اللہ ہی دیتا ہے اور بچہ بھی اللہ ہی دیتا ہے، کسی عورت کے یہاں بچی پیدا ہوگئی، تو بعض لوگ اس سے ناراض ہوجاتے ہیں کہ بچہ نہیں ہوا، بچہ اس کے اختیار میں تھوڑا ہی ہے، لڑکا بھی اللہ ہی دیتا ہے اور لڑکی بھی اللہ ہی دیتا ہے، اس کو کیا اختیار ہے، معاشرے میں اس کو خراب سمجھا جاتا ہے، اگر دو تین

(۱) سورۂ نحل آیت ۵۸

بچیاں ہوگئیں تو والدہ لڑکے کو مشورہ دیتی ہے کہ اپنی اس بیوی کو طلاق دیدے اور دوسری شادی کرلے بیٹا۔

تین بچیوں پر جنت کی خوشخبری

حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے یہاں تین بچیاں ہوں، اور تینوں بچیوں کی اچھی تربیت کی، تعلیم کا بندوبست کیا، ان کی اچھی طرح پرورش کی، تو ان کے لیے جنت واجب ہوگئی، ماں باپ کے لیے جنت واجب ہوگئی، لڑکے کے بارے میں کہیں نہیں آیا ہے کہ جنت واجب ہوگی، مگر لڑکیوں کے بارے میں آیا ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ جس کے یہاں دو ہی لڑکیاں ہوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، اس کے لیے بھی جنت واجب، بعض صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ جس کے یہاں ایک ہی لڑکی ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لیے بھی جنت واجب، یہ دیکھو ہم خوش ہو رہے ہیں کہ بیٹا ہوا، حالانکہ بعض مرتبہ بیٹا بڑا ہو کر لٹھ برساتا ہے، نافرمان ہوتا ہے اور بیٹی بڑی ہونے کے بعد باپ کی بھی خدمت کرتی ہے، ماں کی بھی خدمت کرتی ہے، اگر والدین بیمار ہوجائیں، تو سب سے زیادہ وہی پریشان ہوتی ہے، اور وہی خدمت کرتی ہے، اور بیٹے کو کھیت میں جانا ہے، دوکان پر جانا ہے، امی پڑی ہے، بیمار ہے، اس کو کھیت کی سوجھ رہی ہے کہ کھیت میں پانی دینا ہے، بجلی آگئی ہے، آفس میں جانا ہے، ڈیوٹی کا ٹائم ہوگیا ہے، دوکان کا ٹائم ہوگیا ہے، اور جس کو برا سمجھ رہی تھی اس کی وہی خدمت کر رہی ہے، وہی آرام بھی پہنچا رہی ہے، اس کے اندر نرمی اللہ نے رکھی ہے، اور خدمت کا مادہ بھی رکھا ہے، اور جنت اس کی وجہ سے مل رہی ہے، بلکہ شادی ہونے کے بعد بھی اچھی بری میں لڑکی ہی کام آتی ہے، اور اس کی یہ ناقدری کر رہے ہیں کہ بیٹی ہوگئی، اپنے آپ کو معاشرہ میں حقیر سمجھ رہے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اچھی تربیت کی

اور اچھی تعلیم دی، تو جنت پکی، بہت ساری حدیثیں اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔

تمہیں کس جرم میں مارا گیا

زمانہ جاہلیت کے اندر ایسا ہوتا تھا کہ اگر کسی کے یہاں بچی پیدا ہوگئی، تو اس کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے، بچی ابا ابا کہتی رہتی اور وہ گڈھا کھود کر اس کو اس میں ڈال دیتا اور اوپر سے مٹی ڈال دیتا، کیونکہ کوئی میرا داماد بنے گا، شرمندگی ہوگی، معاشرہ میں اس کو حقیر سمجھا جاتا تھا، اس وجہ سے وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے، اسی کے متعلق اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ کل قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ "وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ" (۱) زندہ درگور کردینے والی بچی سے اللہ خود پوچھے گا، میدان محشر میں جب حساب وکتاب ہوگا، بتاؤ تم کو ان لوگوں نے کس جرم کی وجہ سے قتل کیا تھا، کس غلطی پر تم کو زمین میں گاڑ دیا تھا، ذرا بتلاؤ؟ تمہیں کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا تھا؟ تو وہ جواب دے گی، اس کے بعد ایسا کرنے والوں کو اللہ تعالی جہنم میں ڈالدے گا۔

زمانہ جاہلیت کا ایک واقعہ

ایک صحابی نے خود اپنا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نقل کیا کہ یارسول اللہ میرے لیے دعا کریں، میں تو بہت خراب آدمی ہوں، میں بہت برا آدمی ہوں، ایک مرتبہ کیا ہوا میری ایک معصوم بچی تھی، وہ میری اور اپنی امی کی خوب خدمت کیا کرتی تھی، ایک دن مجھ کو نشہ میں کیا سوجھی، میں نے اپنی بچی کو دوپہر میں لیا اور جنگل کی طرف گیا، تو جنگل میں پہنچ کر وہ بچی کہہ رہی ہے، ابو کہاں لے جارہے ہو مجھ کو، میں نے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو، میں جنگل میں گڑھا کھودنے لگا، گڑھا کھودتے ہوئے مجھے پسینہ آرہا تھا، تو میری بیٹی اپنے دوپٹے کے پلے سے میرا پسینہ صاف کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ ابا جان کیوں آپ

(۱) سورۂ تکویر آیت ۹/۸۔

دوپہر میں محنت کررہے ہیں، تو میں نے کہا کہ تیری وجہ سے کررہا ہوں، جب میں نے گڈھا کھود دیا، گڈھا کھودنے کے بعد میں نے اس کو اس میں ڈال دیا وہ مجھے ابا ابا کہتی رہی، کہ ابا کیا کررہے ہو، میں اس کی ایک بھی نہ سنی اور گڈھے میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔

یہ قبیح عمل آج بھی ہے

زمانہ جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا، اور یہ عام بات تھی، اور یہ گناہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی بہت ہورہا ہے، آج ہمارا معاشرہ بھی اس قبیح عمل میں مبتلا ہے، کیسے مبتلا ہے، یہ جرم آج ہم سے کیسے ہورہا ہے، آج کل الٹراوساؤنڈ (UltraSound) چل رہا ہے، پیٹ میں بچہ ہے، ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چیک کرو، بچی ہے یا بچہ، اگر پتہ چل گیا کہ بچی ہے تو وہیں اس کی صفائی کرادیتے ہیں، تو یہ بچی کل قیامت کے دن جب اس سے اللہ پوچھے گا کہ کس وجہ سے تم کو قتل کیا گیا، چونکہ وہ زندہ ہے، بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ چالیس دن کے بعد بچے کے اندر جان پیدا ہوجاتی ہے، اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ پہلے ہی دن سے جان پیدا ہوجاتی ہے، کیونکہ مادہ منویہ کو مشین سے دیکھا جاتا ہے، تو اس کے اندر کیڑے ہوتے ہیں اور وہ جاندار ہوتے ہیں، تو اگر اس کو بھی گرائیں گے، ضائع کریں گے، تو اس سے بھی اللہ کے یہاں سوال ہوگا کہ کس وجہ سے، کس جرم کی پاداش میں قتل کیا تھا، جواب نہیں بن پائے گا، ماں باپ کے حقوق میں ہے کہ ان بچوں کی پرورش کا اور ان کے بڑے ہونے کا انتظام کریں، اور اللہ سے ڈریں کہ ایسی حرکتیں نہ کی جاویں، بچی ہو یا بچہ، سب اللہ کی نعمت ہے، ان کی تربیت کا، ان کی تعلیم کا اگر اچھا انتظام کردیا، تو یہی ہمارے آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔

اولاد ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

اللہ کے نبی نے دعا کی تھی ”رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا

لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا“ (۱) اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہمارے بچوں کو ہمارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بنادیجئے اور ہمیں متقی لوگوں کا امام بنادیجئے، ایک تو دعا یہ ہوئی کہ ہماری اولاد کو ہماری بیوی کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے، ہماری آنکھوں کے ٹھنڈک کب بنیں گے، جب ان کے اندر تعلیم ہوگی، جب ان کی تربیت صحیح ہوگی، تب وہ اللہ کے حقوق جانیں گے، اور اللہ کی اطاعت بھی کریں گے، ماں باپ کے حقوق بھی جانیں گے، ماں باپ کو بھی راحت پہنچائیں گے، دوسری دعا یہ ہوئی کہ اے اللہ ہم کو متقیوں کا امام بنادے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری نسلوں میں، ہماری اولاد میں ایسے متقی اور پرہیزگار لوگ پیدا فرما جو آپ کو راضی کرنے والے ہوں، آپ کی اطاعت کرنیوالے ہوں، جو تیری فرمانبرداری کرنے والے ہوں اور جو تیرے دین کی نشر واشاعت کرنے والے ہوں، جو تیرا پیغام دنیا کے اندر پھیلانے والے ہوں، ایسی اولاد ہمیں عطا فرما، ظاہر ہے جب وہ اولاد ایسی ہوگی تو ہم ان کے امام بنیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرماوے کہ ہم اپنی اولاد کی اور اپنے بچوں کی ایسی ہی تربیت کریں، تو دنیا بھی مزے دار اور آخرت بھی مزے دار، دنیا اس اعتبار سے مزے دار کہ ہماری خدمت کررہے ہیں اور آخرت اس وجہ سے کہ جب اللہ کے یہاں حساب وکتاب ہوگا، تو اللہ پوچھے گا کیا لائے ہو، اس وقت ہم کیا جواب دیں گے، اس وقت ہماری یہ نیک اولاد کام آجائے گی، ہم اس کو پیش کردیں گے، اس لیے اللہ سے ہمیشہ دعا کیجئے! یا اللہ ہماری اولاد کو نیک اور صالح بنا، اگر ہماری اولاد نیک ہوئی تو ہمارے مرنے کے بعد ہمارے ہی کام آئے گی، ہمیں پڑھ کر بخشے گی، ہماری قبر پر بھی جاوے گی، ورنہ توفیق نہیں ہوتی۔

والدین کتنا بھی چھوڑ جائیں اولاد ناشکری ہی کرتی ہے

دنیا سے کسی کا پیٹ نہیں بھرا اور نہ ہی بھرے گا، اولاد کے لیے باپ کتنا بھی چھوڑ جاوے،

(۱) سورۂ فرقان آیت ۷۴۔

پھر بھی بیٹے کیا کہتے ہیں کہ کیا چھوڑ کر گیا ہے ہمارا باپ، حالانکہ چالیس، پچاس بیگہ زمین ہے، کئی لوگوں کو کہتے ہوئے میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ ہمارا باپ کیا چھوڑ کر گیا، مکان تو ہمارے کچے ہی ہیں، ہمارے لیے ہمارا باپ کیا چھوڑ کر گیا ہے، بینک میں کچھ پیسے چھوڑ کر نہیں گیا، مقروض ہو کر گیا ہے، ماں باپ کتنا ہی چھوڑ کر چلے جائیں، اولاد کے لیے لاکھوں روپیہ چھوڑ کر جائیں، کروڑوں روپیہ چھوڑ کر جائیں، لیکن پھر بھی بچے کیا کہیں گے ہمارا باپ کیا چھوڑ کر گیا، ہمارے لیے کچھ نہیں چھوڑ کر گیا، وہ فوراً مقابلہ پر آتا ہے کہ فلاں کا باپ اتنا چھوڑ کر گیا، فلاں کا باپ اتنا چھوڑ کر گیا ہے، ہمارا باپ کیا چھوڑ کر گیا ہے؟ تو اگر اولاد کی اچھے انداز میں تربیت کی ہوتی، تو کچھ بھی نہیں چھوڑ کر جائیں گے تو بھی بچے احسان مند ہوں گے، ہمارے ماں باپ نے ہماری تربیت، ہماری تعلیم کا انتظام کیا اور ہمارے ماں باپ نے ہمیں جنا یہی کیا کم ہے، ہمارے لیے وہ قابل شکر ہیں، اور ہمارے ماں باپ نے پالا پوسا، یہی انکا بڑا احسان ہے، وہ ایک ایک احسان کو گنے گا، اگر تعلیم و تربیت نہیں کی تو کتنا بھی چھوڑ کر جائیں گے، پھر بھی کہیں گے کہ ہمارے لیے کچھ نہیں چھوڑا، مرنے کے بعد آدمی کے تین عمل کام آتے ہیں، جن سے اس کیلئے ثواب جاری رہتا ہے۔

مرنے کے بعد صرف تین چیزیں کام آتی ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُولَهُ" (۱) جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، صرف اس کے تین عمل ایسے ہیں جن کا اس کے مرنے کے بعد بھی ثواب جاری رہتا ہے:

(۱) صدقۂ جاریہ، مثلاً مسجد یا مدرسہ کا تعمیر کرانا، یا کوئی رفاہی کام کرنا۔

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۰۸۴/ کتاب الوصیۃ

(۲) یا ایسا علم جس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں، مثلاً کوئی تصنیف یا شاگرد۔

(۳) نیک اور صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

باقی مرنے کے بعد نماز کا ثواب بند، روزہ کا ثواب بند، خیرات کا ثواب بند، ہر چیز کا ثواب بند ہو جاتا ہے، لیکن کس چیز کا ثواب جاری رہتا ہے؟ اس چیز کا جو ہم نے دنیا میں کوئی خیر کی چھوڑی ہو، اگر اچھی نیک صالح اولاد چھوڑ دی ہے تو وہ ہمارے لیے دعا کرے گی، اے اللہ! میرے والد صاحب کو بخش دے، امی کی طرف سے بھی ابا کی طرف سے بھی غریبوں میں اور مدرسہ میں خیرات دے گا، اور ابا کے جو دوست ہیں، ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا، اگر نیک صالح اولاد ہے، اور اس کی تعلیم و تربیت کا اچھا انتظام کیا گیا ہے تو وہ زندگی بھر قرآن پڑھ کر ہماری بخشش کی دعا کریں گے، اور روزہ رکھ کر ایصال ثواب کریں گے، ہمارے لیے دعا کریں گے، ہماری طرف سے صدقہ خیرات کریں گے اور اگر اولاد کی تعلیم و تربیت نہیں کی، تو دنیا میں بھی وہ ہمارے اوپر لٹھ بجائیں گے، روٹی تک نہیں دیں گے، مرنے کے بعد تو قبر پر تھوکیں گے بھی نہیں، ہمیں کوشش کرنی ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت کریں، اور اپنے والدین کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آویں، ان کا احترام کریں، ان کی عزت کریں، ان کی قدر کریں، ان کی فرمانبرداری کریں، انکی اطاعت کریں، ان کو آرام پہنچائیں، ان کو راحت پہنچائیں، جن کے والدین زندہ ہیں، ان کو غنیمت جانیں، ان کی قدر کریں، اگر جنت میں جانا ہے، تو باپ کو راضی کرلو، جنت میں جانا ہے، تو ماں کو راضی کرلو، اگر جنت میں نہیں جانا ہے، تو ان دونوں کی ناقدری کرو، سب کو جنت میں جانا ہے، تو والدین کو راضی کرلو، آج سے ماں کے ساتھ بدتمیزی نہ کرنا، روپئے، پیسے لینے میں، روٹی لینے میں، ابا کے ساتھ کوئی بدتمیزی نہیں کرنا، تو انشاء اللہ جنت پکی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی اولاد کی اور اپنی آنیوالی نسلوں کی صحیح تعلیم و تربیت کرنیکی توفیق و ہمت عطا فرمائے، بس اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے۔